Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:5-6 (1964)

— ۲ —

اضطرار و اکراہ میں حلت و حرمت

(ماہنامہ " فکرو نظر " سیاسی پرچہ نہیں ۔ ہم اس کے صفحات جماعتی سیاست کے لئے صرف کرنے کے مجاز نہیں۔ لیکن ملکی مسائل جن کا لازمی تعلق دین اسلام اور ملت اسلامیہ سے ہے وہ ہمارے موضوع فکرو نظر رہے ہیں اور رہینگے۔ ان میں سے ایک مسئلہ جو اس وقت توجہات کا مرکز بنا ہوا ہے، یہ ہے کہ "اسلام کی رو سے عورت صدر مملکت ہو سکتی ہے یا نہیں ۔" جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے ہمیں اس کے اظہار میں ہرگز باک نہیں بلکہ ہمارا جواب اثبات میں ہے ۔ معاشرۂ اسلامی میں عورت کی حیثیت اور مقام کے بارے میں ادارہ کے ڈائرکٹر ماہنامہ "فکرو نظر" کی گذشتہ اشاعت (بابت اکتوبر ۱۹۶۲ء) کے صفحات ۲۳۶-۲۳۷ پر اپنے خیالات ضمناً اور مجملا بیان کرچکے ہیں ۔ لیکن اس مسئلے کے سلسلے میں جماعت اسلامی اور اس کے ہم خیال علماء کی طرف سے شریعت میں اضطرار و اکراہ کی نوعیت کے بارے میں بعض ایسے سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کا تعلق اسلامی شریعت کے بعض بنیادی امور سے ہے ۔ اس لئے ہم مسئلے کے اس پہلو پر جماعت اسلامی کے سابق قائد مولانا امین احسن اصلاحی کے تذکرہ و تبصرہ کے اقتباسات ان کے رسالہ "میثاق" لاہور کی تازہ ترین اشاعت سے نقل کر رہے ہیں اور قارئین کرام کو اس پر اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں ۔

۔ ادارہ)

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب "تذکرہ و تبصرہ" [میثاق لاہور] کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں : "ہمارے ملک میں اسلام کا حلیہ بگاڑنے والوں کا ایک گروہ تو جدید تعلیم کی بدولت بہت پہلے سے پیدا ہوچکا ہے اور اس کی کوششوں سے مذہب کے خلاف آئے دن نت نئے فتنے اٹھتے ہی رہتے تھے ' لیکن جب سے جماعت اسلامی نے سیاست بازی کے میدان میں قدم رکھا ہے' اس نے تحریف مذہب کے ایسے ایسے اصول ایجاد کرنے شروع کردئیے ہیں کہ اس میدان کے دوسرے تمام شاطروں کو اس نے مات دے دی ہے" ۔

مولانا فرماتے ہیں : کہ تحریف مذہب کا " جماعت اسلامی نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تحریف بھی کرتی ہے اور اس تحریف کے ساتھ

تحریف کے لئے ایک مستقل اصول بھی وضع کردیتی ہے تاکہ اس سے برابر انڈے بچے پیدا ہوتے رہیں - اس جماعت نے پہلے تو اسلام کے مختلف پہلوؤں پر بے شمار کتابیں لکھ لکھ کر چھاپیں۔ ملک کے کونے کونے میں ان کو پھیلایا۔ اس کے کارکنوں نے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہ کتابیں مطالعہ کرائیں ' لیکن اب جبکہ اس کا اپنا پھیلایا ہوا لٹریچر اس کے سیاسی اغراض کی راہ میں مزاحم ہو رہا ہے اور اسے ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنی ہی حرام ٹھہرائی ہوئی بعض چیزوں کو جائز قرار دے تو اس کے لئے اس نے جھٹ ایک اصول گھڑدیا کہ دین میں جو چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں ' وہ دو قسم کی ہیں - ایک تو وہ ہیں' جن کی حرمت ابدی اور قطعی ہے - ان کی حرمت کسی حالت میں حلت سے نہیں بدل سکتی - دوسری وہ ہیں جن کی حرمت شدید ضرورت کی حالت میں حلت سے تبدیل ہوجایا کرتی ہے - اس اصول کے تحت جماعت کے لئے یہ بات بالکل جائز ہے کہ جب اس کو شدید ضرورت پیش آجائے' وہ دین کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے (جس کی حرمت اسے خود بھی تسلیم ہے) کسی چیز کو جائز قراردے لیا کرے۔ یہ اصول ان حضرات کو مس فاطمہ جناح کی صدارت کے لئے ایجاد کرنا پڑا ہے۔ ''

مولانا اصلاحی صاحب لکھتے ہیں :- ... یہ دونوں باتیں ان حضرات کے اپنے ذہن کی ایجاد ہیں اور مقصود ان کی ایجاد سے شریعت کی ان پابندیوں سے پیچھا چھڑانا ہے جن کو کتابوں میں لکھ کر فروخت کرنا تو آسان تھا لیکن سیاسی حوصلوں کے ساتھ اب عملاً ان کو نباھنا ان کے لئے ممکن نہیں رہا ... ان حضرات نے یہ بات سمجھنے میں بھی ٹھوکر کھائی ہے کہ شریعت کی کوئی حرمت ' شدید ضرورت ' کی حالت میں '' حلت میں تبدیل ہوجاتی ہے '' حرمت حلت میں تبدیل ہو جاتی تو پھر قرآن کو ''غیر باغ ولا عاد '' کی شرط لگانے کی کیا ضرورت تھی ؟ حرمت حلت میں تبدیل نہیں ہوجاتی ، وہ بدستور باقی رہتی ہے - البتہ بقدر سد رمق اس سے جان بچالینے کی رخصت حاصل ہوجاتی ہے۔ یہ رخصت' بہرحال رخصت ہے' عزیمت نہیں ہے۔ اس وجہ سے اگر کوئی شخص اضطرار میں کسی حرام سے فائدہ اٹھانا چاھتا ہے تو فائدہ اٹھالے لیکن اس کو یہ

حق انہیں حاصل ہوجاتا کہ وہ اس حرام کا ایک ہوٹل کھول کر ساری دنیا کو دعوت دینا شروع کردے کہ آؤ لوگو، اضطرار پیش آگیا ہے - اس حرام کے لئے اپنے تن من دھن قربان کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ - نہ اضطرار ایسی حالت ہے جو خود اپنے ووٹوں سے اپنے اوپر مسلط کی جائے اور نہ کوئی حرام چیز مسلمانوں کے اندر یہ درجہ حاصل کرتی ہے کہ لوگ اس کے لئے تن من دھن تینوں کی قربانیاں دینی شروع کردیں — یہ باتیں ہم نے بالکل پہلی بار جماعت اسلامی کے ان فقہا ہی کی زبان سے سنی ہیں -

'' اضطرار و اکراہ کو '' شدید ضرورت '' سے تعبیر کرنا اور شرعی حرمتوں کو ابدی اور غیر ابدی یا قطعی اور غیر قطعی کے دو الگ الگ خانوں میں بانٹ دینا محض تعبیر کی عامیانہ غلطی نہیں ہے' بلکہ اسلامی شریعت کے خلاف یہ دیدہ و دانستہ ایک ایسی شرارت ہے' جس کی اگر بروقت بیخ کنی نہ کی گئی تو یہ فتنہ بن کر بہت جلد پوری شریعت کو اپنے لپیٹ میں لے لے گی - جو شخص بھی چاہے گا' بڑی آسانی کے ساتھ کسی حرمت کے متعلق یہ کہہ دے گا کہ یہ ابدی اور قطعی حرمتوں میں سے نہیں ہے اور اس وقت اس کی شدید ضرورت لاحق ہوگئی ہے - اس وجہ سے یہ حرمت اب حلت میں تبدیل ہوگئی ... ''

وہ کونسی ''شدید ضرورت'' تھی جس کے ماتحت یہ ''اکراہ و اضطرار'' لازم آیا - اس پر بحث کرتے ہوئے مولانا اصلاحی لکھتے ہیں:- ''کیا یہ اضطرار پیش آیا کہ متحدہ محاذ کے چار شریکوں نے آپ حضرات کی رائے کا لحاظ کئے بغیر ایک عورت کی صدارت کا فیصلہ کرلیا - اس وجہ سے آپ کو عورت کی صدارت و امارت کی حرمت کو حلت میں تبدیل کرنا پڑا ؟ اگر یہ اضطرار ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ متحدہ محاذ کی شرکت آپ حضرات کے نزدیک ایک ایسے وجوب شرعی کی حیثیت رکھتی ہے، جس سے محروم ہونے کے مقابل میں شریعت کے ایک حرام کو حلت میں تبدیل کردینا اہون ہے - کیا آپ حضرات کا موقف یہ ہے؟ ایک اضطرار یہ بھی ہوسکتا ہے کہ متحدہ محاذ کے اندر سرے سے کوئی مرد ہو ہی نہیں- اس وجہ سے عورت کے انتخاب پر مجبور ہونا پڑا ہو - اگر یہ بات تھی تو اس کمی کو باہر سے کوئی مرد تلاش کرکے پورا کیا

جاسکتا تھا ... اسلامی شریعت کی رو سے مس فاطمہ جناح تو درکنار حضرت رابعہ بصریہ کے پیچھے بھی ایک مرد کی نماز نہیں ہوسکتی، لیکن ایک فاسق مسلمان کے پیچھے ہوسکتی ہے۔ یہی صورت حال بلا اختلاف، سیاسی امامت کی اسلام میں ہے کہ ایک فاسق مسلمان تو مسلمانوں کا امیر ہوسکتا ہے لیکن ایک عورت ان کی امیر نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ کتنی ہی عابدہ و زاہدہ ہو... ''

جماعت اسلامی کی ''اسلامی'' سیاست کا تجزیہ کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:— '' یہ حضرات جمہوریت جمہوریت کا وظیفہ بھی اب بہت بڑھتے ہیں اور اس کا عشق بھی منجملہ ان چیزوں کے ہے' جن کے سبب سے یہ مس فاطمہ جناح کی حمایت پر مجبور ہوئے - ان حضرات کی جمہوریت کی تاریخ یہ ہے کہ پہلے یہ جمہوریت کو شیطنت قرار دیتے تھے - ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اسلام کا اپنا ایک مستقل نظام سیاسی ہے' جو ملوکیت ' آمریت اور جمہوریت سب سے الگ ہے - جمہوریت حاکمیت عوام کے نظریہ پر مبنی ہوتی ہے - اس وجہ سے اس کو یہ شرک قرار دیتے تھے۔ اس فکر کا غلبہ اس وقت تک رہا جب تک یہ حضرات سیاست میں نہیں اترے تھے۔ سیاست کے میدان میں اترلے کے بعد ان کو جمہوریت کے نعرے کی مقبولیت کا کچھ اندازہ ہوا تو انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسلامی نظام کے ساتھ ساتھ جمہوریت کا لفظ بھی استعمال کرنا شروع کیا - لیکن اس کے ساتھ اسلامی کا دم چھلہ لگا کر پھر جب سیاست میں ذرا کچھ اور آگے بڑھے تو نری جمہوریت رہ گئی ' '' اسلامی '' کا لفظ غائب ہوگیا - اور اب اس وقت یہی حضرات جو انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر ساری دنیا میں خالص اسلامی نظام قائم کرلے اٹھے تھے ' مس فاطمہ جناح کی قیادت میں امریکی طرز جمہوریت کے مقابل میں برطانوی طرز کے پارلیمانی نظام کے حصول کے لئے تن من دھن کے ساتھ مصروف جہاد ہیں - اسلام اور اسلامی سب غائب ہوگئے - وہ آغاز تھا - یہ انجام ہے -

موجودہ صدارتی انتخاب کی نوعیت پر بحث کرتے ہوئے مولانا اصلاحی لکھتے ہیں۔'' بہر حال اس وقت ہمارے صدرین میں جو جنگ ہے اس میں اصل مسئلہ پارلیمانی نظام اور صدارتی نظام کا ہے - اس میں کسی کے حق میں بھی وحی

نہیں اتری، کہ اس کے قیام سے اسلام کے قیام کو وابستہ کردیا جائے ۔ ان پر اگر بحث ہوسکتی ہے تو ان کی صلاحیت کار کے پہلو سے ہوسکتی ہے اور ہمارے نزدیک ان کا حسن و قبح دونوں اضافی نوعیت کا ہے ...'' لیکن اس معاملے میں بقول مولانا موصوف کے ''... مذہبی بے ضمیری کا یہ عالم ہے کہ جو لوگ کل تک گلی گلی میں لوگوں کو پیغمبر کا یہ قول سناتے پھر رہے تھے کہ عورت کی حکومت میں جینے سے زمین میں دفن ہوجانا بہتر ہے ۔ وہ '' مادر ملت '' کا جھنڈا اٹھائے اور ان کا نعرہ لگاتے پھر رہے ہیں اور عالم یہ ہے کہ اس کو اقامت دین کا جہاد قرار دے رہے ہیں ...''

'' ان لوگوں کے سامنے جب عورت کی صدارت کی حرمت کے بارے میں خود ان کے فتوے رکھے جاتے ہیں تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے فتووں کا اس طرح حوالہ دیتے ہیں گویا یہ ہمارے ہی فتوؤں پر آج تک عمل کرتے رہے ہیں - ان سے کوئی پوچھے کہ آپ کے ہر مقرر کی زبان آج جن مفتیوں کی مدح خواں ہے، کیا آج تک آپ انہی مفتیوں کے فتووں پر عمل کرتے رہے ہیں؟ لوگ جو آپ کے سامنے آپ کے فتوے پیش کرتے ہین تو اس لئے پیش کرتے ہیں کہ آپ اپنے ہی تحریر فرمائے ہوئے فتوؤں پر خود کیوں عمل نہیں کرتے ؟ دوسرے تو جب عمل کریں جب مفتیوں کو خود اپنے فتوؤں پر عمل کرتے دیکھیں، جب لوگ دیکھتے ہیں کہ آپ کے فتوے آپ کی خواہشات کے محور پر گھومتے ہیں - ایک چیز جو کل تک حرام تھی، آج سیاسی اغراض کے لئے جائز ہوجاتی ہے تو ایسے دین باز مفتیوں کے فتووں کا بہترین مصرف لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا ہر مجلس اور ہر کوچہ و برزن میں مذاق اڑایا جائے ۔ چنانچہ یہی اس وقت ہو رہا ہے اور شاید یہی کھیل اس اقامت دین کے ڈرامے کا آخری کھیل ہے ! —

(اقتباسات از ماهنامه ''میثاق'' لاہور بابت رجب المرجب سنه ۱۳۸۴ ھ)